تاریخ وسیر جناب عبدالرؤف ظفر

مولانا عبدالقادر عارف حصاریؒ

قسط ۲ (آخری)

ذوقِ مطالعہ وکتب :

کتاب دیکھنے، خریدنے اور حفاظت سے رکھنے کا بہت شوق تھا۔ آپ کی آمدنی کا معقول حصہ کتب کی خریداری کے لیے وقف تھا۔ اور یہ سلسلہ آخر تک جاری رہا۔ یہی وجہ تھی کہ ایک بہترین کتب خانے کے مالک تھے۔ جو کتاب چھپتی اسے پسند کرتے اور خرید لیتے۔ اگر کسی کتب خانے چلے جاتے تو اچھی خاصی رقم کتابوں کی خرید پر خرچ کر ڈالتے ـــــ کتب خانے والے آپ کی اس عادت سے اس قدر واقف ہو چکے تھے کہ بعض اوقات نئی چھپنے والی کتاب بذریعہ وی۔ پی بغیر آرڈر کے بھیج دیتے۔ ایک دفعہ راقم ساتھ تھا، فیصل آباد میں چند پرانی کتب خریدنے کا ارادہ فرمایا۔ راقم نے عرض کیا حضرت یہ کتابیں غیر ضروری ہیں۔ لیکن نہ مانتے اور خرید لیں۔ آپ کا کتب خانہ تقریباً پانچ ہزار کتب پر مشتمل تھا۔ ان میں لغت، تفسیر، احادیث، شروح احادیث، فقہ، اصولِ فقہ، تاریخ، منطق، فلسفہ، طب غرضیکہ معقولات اور منقولات کی کونسی کتاب تھی جو آپ کے کتب خانے کی زینت نہ تھی؟ مطالعے کا یہ شوق کہ میں جب بھی ملاقات کے لیے حاضر ہوا تو آپ کو لائبریری میں ہی محوِ مطالعہ پایا۔ یا کچھ لکھنے میں مصروف، کوئی خاص بات دیکھی یا پڑھی ہوتی تو تذکرہ فرماتے۔ بعض اوقات لکھنے کا کام اس قدر ہوتا کہ آپ تھک جاتے اور بندہ کو یاد فرماتے۔ کتب خانہ جان سے عزیز تھا۔ ہجرت کے وقت جب پاکستان آنے کا ارادہ کیا تو کتب خانہ آڑے آیا اور کہا چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔ آپ بعد میں روانہ ہوئے اور صرف دو بوریاں کتابوں کی ساتھ لا سکے آپ کو اپنے اس علمی نقصان کا پوری زندگی افسوس رہا۔ پھر جو کتاب بھی مطالعہ کی اُس کے اہم مندرجات کو کتاب کے اوّل اوراق پر صفحات کے حوالے سے نوٹ کر لیتے۔ اپنی بعض کتب پر حاشیے بھی لکھتے۔ کتاب کبھی کسی کو عاریتاً یا ادھار نہ دیتے، جس نے کتاب دیکھنی ہوتی اسے

کہتے "بھائی یہیں کتب خانے میں دیکھ لو۔ یہ کتابیں مجھے جان سے زیادہ عزیز ہیں" پھر مجھ کو ہی کتب خانے کا وصیت نامہ میرے نام لکھا۔ اس میں یہ وصیت بھی کی کہ کوئی کتاب ادھار نہ دیں گے۔ باوجودیکہ کتب خانے کا وصیت نامہ میرے نام تھا، کبھی کوئی کتاب مانگی تو فرماتے "اگر اس کے بعد مجھے ضرورت پڑ گئی تو کیا ہوگا؟" اگر کوئی کتاب میرے پاس زیادہ عرصہ رہ گئی تو یاددہانی کے لیے خط لکھ دیا کرتے۔ کتب خانے کے ساتھ ان کی محبت عربی شعروں میں کیا خوب واضح ہے:

أَلَا يَا مُسْتَعِيرَ الْكُتْبِ مِنِّيْ ... فَإِنَّ إِعَارَتِيْ لِلْكُتْبِ عَارٌ
وَمَحْبُوْبِيْ مِنَ الدُّنْيَا كِتَابٌ ... فَهَلْ أَبْصَرْتَ مَحْبُوْبًا يُعَارُ

"اے مجھ سے کتاب کو ادھار مانگنے والے میرا کتاب عاریتاً دینا میرے لیے باعث شرم ہے دنیا میں میرا محبوب صرف کتاب ہے۔ کیا خیال ہے کوئی محبوب بھی عاریتاً دیا جا سکتا ہے؟"

کسی کتاب کے ایک سے زیادہ نسخے آپ کے پاس ہوتے تو میں ان میں سے ایک خرید لیتا یا تحفتاً وصول کر لیتا۔ "نتائج التقلید مع البشریٰ بسعادۃ الدارین" اسی طرح سے خریدی۔ کوئی کتاب خریدی اور پسند آگئی تو اس کی ایک جلد از راہِ شفقت مجھے بھی ارسال کر دی "بغیۃ الفحول" اور "حلِ مشکلاتِ بخاری" یوں ہی ارسال کیں۔ ان کی اپنی تصانیف میں سے "کتاب الاذان" اور "سیاحۃ الجنان" خود ارسال کیں۔ ایک دفعہ میں بھاول پور سے گیا تو مجھے "الرق فی الاسلام" کی ضرورت پڑی۔ میں نے مانگی تو فرمایا۔ اب تو چھٹیاں ہیں یہیں پڑھ لو۔ کتابوں سے یہ عشق آخر دم تک رہا۔

آپ چونکہ مناظر بھی تھے۔ اس لیے مختلف مذاہب کا مطالعہ ضرور کرتے۔ عیسائیت، یہودیت، مرزائیت وغیرہ پر خاصی نظر تھی۔ ان مذاہب پر بے شمار کتب آپ کے پاس تھیں۔ ہمعصر علماء کی کتب خریدنے سے بھی کبھی احتراز نہ کیا۔ جو کتاب اچھی لگی منگوالی۔ عام طور پر کالی سیاہی کانے کی قلم یا ہولڈر استعمال کرتے۔ آخری عمر میں پین استعمال کیا۔ لیکن اس میں بھی کالی سیاہی استعمال کرتے۔ اخبارات میں مضامین آتے۔ اگر کوئی مضمون قابلِ اعتراض ہوتا تو قابلِ اعتراض عبارت پر نشان لگاتے اور مدلل جواب لکھتے۔ ہفت روزہ "الاعتصام" "اہلِ حدیث" "الاسلام" "صحیفہ اہلِ حدیث" اور "ترجمان الحدیث" میں ان کے مضامین اکثر آتے رہے۔ اکثر مضامین اصرار و فرمائش پر لکھتے۔ اور ہمیشہ اس موضوع پر لکھتے جس پر نہ لکھا گیا ہو۔ یا لکھا گیا ہو تو

کم لکھا گیا ہو۔ "قربانی کے چار دن"، "بھینس کی قربانی" پر ایک دفعہ مضمون لکھا اسی طرح "حقہ نوش کی امامت کا حکم" "بے نماز پر کفر کا فتویٰ" پر آپ کے مضامین بہت مقبول ہوئے۔ حافظ محمد ابراہیم صاحب کمیرپوری اور میر ساجد صاحب سے علمی نوک جھونک رہی۔ ہمیشہ باحوالہ مضامین لکھتے۔ ان کے مضامین اہل علم کے لیے خاصی دلچسپی کا باعث تھے۔ صبح سے شام تک کتب کا مطالعہ کرتے۔ یہاں تک کہ دوپہر کو کتب خانے میں ہی آرام فرماتے۔ بعدازاں وہی شغل کتب بینی۔ کتابوں کے علاوہ کوئی چیز پسند نہ تھی۔ دو دفعہ حج پر گئے اور وہاں سے بھی کتب ہی لائے۔ میں نے کسی موضوع پر لکھنے کا ارادہ کیا اور آپ سے تذکرہ کیا یا کسی کتاب کے لیے مشورہ کیا۔ آپ نے مدد کی، کتب تجویز کیں اور اس کے ساتھ اس پر خود بھی کچھ روشنی ڈالی۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کی موجودگی میں تحریر و تقریر کے لیے مجھے کبھی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑا۔ کتب خانے کے بارے میں بہت متفکر رہے۔ کیونکہ اولاد میں کوئی بھی ان کا علمی وارث نہ تھا۔ اس لیے کتب خانے کی وصیت تحریری طور پر ساتھ رکھتے۔ پنجکوسی ضلع بھاولنگر میں قیام کے دوران کتب خانے کی وصیت میرے نام اور چک ع $\frac{251}{\text{ای بی}}$ میں ہمارے ماموں عبدالشکور کے نام تھی۔

تحقیق کا انداز اور فتاویٰ نویسی:

جب کوئی مسئلہ درپیش ہوتا، اس کے تمام پہلوؤں پر بسیط و تفصیل سے روشنی ڈالتے ایک دفعہ "ختم برطعام" پر ایک رسالہ لکھنے کا عرض کیا تو اس کی تصنیف میں لغت سے لے کر اس کی تاریخ اور پھر قرآن و حدیث کی روشنی میں یوں بحث کی کہ ہم لوگ حیران تھے۔ ایک دفعہ ایک خط میں میرے ایک دوست مولٰنا تاج دین صاحب کو اپنی کتاب نہ چھپنے پر شکوہ کے انداز میں خط لکھا۔ مولٰنا تاج دین صاحب مسجد کا مجاور مثل ٹاور لکھ دیا۔ میں نے شکایت کی کہ وہ مجاور پر ناراض ہیں تو مولٰنا کو خط میں لکھا جس میں مجاور کا مادہ پھر اس کا استعمال لکھا۔ پھر آنحضرتؐ کے متعلق لکھا "یُجَاوِرُ فِیْ غَارِ حِرَاءٍ" اسی طرح کئی صحابیوں کا لکھا۔ مولانا بہت خوش ہوئے۔ ہمیں جب بھی کسی مسئلے میں دقت کا سامنا ہوتا۔ فوراً حضرت کی جانب رجوع کرتے۔ ایک دفعہ آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنے کا لکھ کر بھیجا اور جواب مانگا۔ آپ نے جواب باحوالہ لکھا۔ ایک دفعہ بندہ کے ساتھ فیصل آباد جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں مسجد میں مسئلہ بیان کیا کہ سجدہ میں دونوں پاؤں کی ایڑیاں ملی ہوئی ہونی چاہئیں۔ وہاں کے مولوی صاحب نے اس

پر دلیل طلب کی آپ نے "تلخیص الحبیر" کا حوالہ دیا۔ مولوی صاحب کتاب لائے تو آپ نے حدیث نکال کر سامنے پیش کی۔ مولوی صاحب آپ کے حافظے اور علم سے بہت متاثر ہوئے۔

پورے ملک سے عوام و خواص، عالم و جاہل تحقیقِ مسائل کے لیے رجوع کرتے۔ سوالات کا جواب حتی المقدور جلدی دیتے۔ آپ کے فتاویٰ کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ جو فتویٰ دیتے اس کی نقل بھی اپنے پاس رکھتے۔ آپ کے فتاویٰ پر مشتمل کئی جلدوں میں کتب بن سکتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کو منظور ہوا تو ان کو کتابی شکل میں شائع کیا جائے گا۔ عوام عام طور پر نکاح، طلاق اور وراثت کے مسائل لے کر حاضر ہوتے۔ حلالہ نکالنے والوں کے سخت خلاف تھے۔ اس پر حدیث بیان فرماتے: "لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهٗ" اور اس پر فتویٰ لکھ دیتے۔ زوجین میں سے اگر کوئی بے نماز ہے تو آپ کی رائے میں ان کا نکاح فاسد ہے۔ کیونکہ بے نماز کافر ہے اور مسلمان کا نکاح کافر کے ساتھ نہیں ہوتا۔ بعض اوقات لوگ اپنی مرضی کے مطابق غلط بیانی کر کے فتویٰ لینے کی کوشش کرتے لیکن ان کو منہ کی کھانی پڑتی۔ اگر کوئی آدمی طلاق نہ دیتا تو خود ان لوگوں کو فتویٰ لکھ کر خلع کی اجازت دیتے۔ آپ کے فتاویٰ کی وجہ سے کئی لوگ اہل حدیث ہو گئے۔ فتویٰ کے معاملہ میں اگر کبھی عدالت میں جانا پڑا تو کبھی جھجک محسوس نہ کی ایک دفعہ بہاول نگر میں بھی عدالت میں طلبی ہوئی۔ جہاں عدالت کو مطمئن کیا۔ فتویٰ پوچھنے والے جوابی لفافہ ارسال کرتے تھے، اگر جوابی لفافہ نہ ملتا تو پھر اپنی طرف سے ہی لفافہ ارسال کر دیتے۔

بڑھاپے میں ضعف اور مالی مشکلات کی وجہ سے دیر ہو جایا کرتی تھی۔

ہفتے میں پچاس سے بھی زیادہ مسائل بذریعہ ڈاک جاتے۔ کوشش کرتے کہ سب کا جواب ہو جائے۔ ایامِ بیماری میں کسی شاگرد یا دوست سے لکھوا دیتے۔ علماء بھی اس سلسلے میں آپ کی جانب رجوع کرتے۔ مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی، مولانا عطاء اللہ حنیف اور مولانا عبدالستار صاحب ایامِ مصروفیت میں اپنا فتاویٰ کا کام جو آتا آپ کی جانب بھیجتے۔ آپ کے فتاویٰ مختلف رسالوں اور جریدوں کی زینت بھی بنے۔ فتویٰ ایسا تسلی بخش ارسال کرتے کہ تشنگی باقی نہ رہتی۔ ایک دفعہ مولانا داؤد غزنوی نے فرمایا: "مولانا مجھ میں نہیں آتا کہ آپ کی لائبریری کتنی بڑی ہے۔"

عبادت و طہارت

آپ ہمہ وقت باوضو رہنے کا بہت اہتمام کرتے تھے۔ اور اس کی نصیحت بھی فرماتے۔

جماعت کی پابندی تو زندگی کا معمول تھی۔ اگر سفر میں ایک ساتھی بھی ہوتا تو اذان کہہ کر جماعت کراتے۔ سفر میں جمع تقدیم اور جمع تاخیر دونوں طرح سے نماز پڑھتے۔ تہجد اور اشراق کبھی قضا نہ کی۔ رمضان المبارک میں اعتکاف میں بھی بیٹھتے۔ اور آخری دس راتوں میں عبادت بہت کرتے۔ حضورؐ نے جو لیلۃ القدر کی دعا حضرت عائشہؓ کو تعلیم فرمائی تھی وہ اکثر وردِ زبان رہتی۔ وہ دعا یہ ہے :

"اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ"

رات کی نماز میں تنہائی میں لمبی سورتیں پڑھتے۔ عام طور پر گیارہ رکعت نمازِ تہجد پڑھتے۔ بعض اوقات راقم رات کو جگانے کی درخواست کرتا تو جگا لیتے۔ میں وضو کرواتا اور پھر خود بھی قریب نماز پڑھتا۔ ایک دفعہ تنجکوسی میں رات کو اٹھے۔ ان دنوں اعتکاف میں تھے۔ وضو کرتے ہوئے وضو کی جگہ گر گئے اور زخمی ہو گئے۔ بخار ہو گیا۔ بندہ نے دوسری رات ساتھ مسجد میں گذاری۔ رات کو بخار کی وجہ سے زیادہ عبادت نہ کر سکے تو بار بار افسوس کا اظہار کرتے رہے کہ "کتنی اچھی رات ہے"۔ یوں ساری رات استغفار میں گزار دی۔ آخر عمر میں بہت کم سوتے۔ زیادہ وقت عبادت اور وظائف میں گزرنے لگا۔ عام دعاؤں میں زیادہ دعا یہ مانگتے :

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ
وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ
الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ"

کبھی کبھی قبرستان بھی تشریف لے جاتے۔ اور تمام مرحومین کے لیے لمبی لمبی دعائیں کرتے۔ موت و برزخ کی زندگی کو یاد کر کے روتے رہتے۔ اکثر حلقۂ احباب میں سے جب کوئی دعا کے لیے کہتا تو اس کے لیے تہجد کی نماز میں خصوصی دعا فرماتے۔ آپ مستجاب الدعوات تھے۔ اور دعائیں جلد اثر دکھاتیں۔ ان کا بیٹا محمد حسین قتل کے الزام میں گرفتار ہو گیا، پتہ چلا یا کر قصور وار تو نہیں ہے جب تسلی ہو گئی کہ ناحق گرفتار ہے تو دعا کی اور فرمایا ان شاء اللہ ضرور رہا ہو گا آخر اللہ تعالیٰ نے رہائی عطا فرمائی۔ پچھلی رات گھر والوں کو بیدار نہ کرتے۔ بلکہ وضو وغیرہ خود ہی کر لیتے۔ بڑھاپے میں اکثر تکلیف ہوتی۔ سنتیں اور نفل عام طور پر گھر پر ہی پڑھ لیتے۔ مغرب کی نماز سے قبل اذان کے بعد کبھی کبھار نفل پڑھتے کیونکہ آنحضرتؐ کے دور

میں پڑھے گئے۔ جماعت اکثر خود کرواتے۔ اگر باہر سے کوئی عالم آتے تو پھر نماز ان کے پیچھے پڑھتے۔ پھر ان سے درس اور تقریر کرواتے۔ اور خود اس مجلس میں سامع ہوتے۔ فقیر اکثر اس بات کی کوشش کرتا کہ ملاقات کے لیے حاضری کے وقت نماز آپ ہی کے پیچھے پڑھی جائے۔ لیکن بعض اوقات حکم دیتے کہ جماعت کراؤ۔ تو "اَلْاَمْرُ فَوْقَ الْاَدَبِ" کے تحت جماعت کرواتا۔ دوستوں کے سامنے فخریہ ذکر کرتے کہ یہ میر النواسہ عالم دین ہے۔ بعض اوقات تقریر کا حکم دیتے جسے بجالانا پڑتا۔ اکثر تاکید فرماتے کہ آخری رات کو جاگا کرو۔ خواہ دو نفل پڑھ لیا کرو۔ پھر یہ آیت سناتے:

"اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا" (المزمل:۶)

رات کو بعض اوقات دیر تک جاگتے رہتے۔ کیونکہ مسائل پر گفتگو شروع ہو جاتی لیکن پھر بھی رات کے آخری حصے میں ضرور جاگتے۔ اقبال نے بھی اس پر یوں زور دیا ہے:

ؔ عطار ہو، رومی ہو، رازی ہو غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہِ سحر گاہی

جذبہ اتباعِ رسولؐ:

تمام زندگی سنتِ نبوی کو مشعلِ راہ بنایا۔ زندگی کے چھوٹے چھوٹے کام میں اتباعِ رسولؐ کا بڑا خیال رکھتے۔ اندازہ کیجیے۔ ایک دفعہ گوہ (ضبؔ لہ) پکوا کر کھائی اور کھلائی۔ اور اس پر ایک رسالہ بھی تحریر کیا، صرف اس لیے کہ حضورؐ سے اس کی اجازت منقول ہے۔ پروفیسر غلام نبی عارف صاحب کا بیان ہے کہ انہوں نے ریاض (سعودی عرب) میں لوگوں کو گوہ کھاتے دیکھا ہے۔ حضورؐ سے جوتوں سمیت نماز پڑھنا منقول ہے اس لیے آپ نے بھی جوتوں سمیت نماز پڑھی، ایک دفعہ صرف اکیلا لمبا چغہ پہن کر نماز پڑھائی اس لیے کہ ایسا حضورؐ سے بھی مروی ہے۔ غرضیکہ سنتِ نبوی ان کا اوڑھنا بچھونا تھی۔ ایک دفعہ اپنی نواسی کو اٹھا کر جماعت کروائی۔ کیونکہ حضورؐ نے اپنی نواسی امامہ بنت زینبؓ کو اٹھا کر نماز پڑھائی تھی۔ حضورؐ کا فرمان ہے "لَا يُصَلِّيَنَّ اَحَدُكُمْ فِيْ ثَوْبٍ لَيْسَ عَلٰى عَاتِقَيْهِ شَيْءٌ" کہ اس وقت نماز نہ پڑھو جبکہ تمہارے کندھے ننگے ہوں۔ آپ نے اس پر بھی عمل کیا۔ آپ سر سے ننگے اور کندھوں کو ڈھانک کر نماز پڑھاتے۔ ایک

لہ ضب "سانڈھے" کو کہتے ہیں۔ — بعض اس کا ترجمہ "گوہ" کرتے ہیں۔

دفعہ خود مجھے حدیث سنائی کہ حضورؐ نے حضرت علیؓ کو تین کام کرنے میں جلدی کا حکم فرمایا:

"اَلصَّلٰوۃُ اِذَا اَتَتْ وَالْجَنَازَۃُ اِذَا حَضَرَتْ وَالْاَیِّمُ اِذَا وَجَدْتَ لَهَا كُفُوًا۔"

"جب نماز کا وقت آجائے، اور جنازہ جب حاضر ہو اور بیوہ کا جب کفو مل جائے۔"

اس لیے ان تینوں چیزوں کا خصوصی اہتمام فرماتے۔ نماز با جماعت وقتِ اوّل پر پڑھتے۔ خواہ مقتدی کتنے ہی کم کیوں نہ ہوں۔ جمعہ کے دن خوبصورت لباس زیب تن کرتے۔ تراویح جماعت کے ساتھ اس لیے نہ پڑھتے کہ حضورؐ سے ایسا منقول نہیں ہے۔ بلکہ پچھلی رات میں گیارہ رکعت ادا فرماتے۔ حضورؐ سے نمازِ جنازہ بلند آواز میں پڑھانا منقول ہے۔ اسی طرح نمازِ جنازہ بلند آواز سے نہایت خشوع و خضوع سے پڑھتے۔ تہجد کی نماز میں سورۂ بقرۃ پوری پڑھ لیتے ایک رکعت میں۔ روزہ عام طور پر کھجور سے افطار کرتے۔ دیگر احباب کے روزے بھی خود افطار کراتے۔ طالب علموں سے بہت پیار کرتے۔ اس لیے کہ حضورؐ حضرت ابوہریرہؓ اور دیگر اصحابِ صفہ سے بہت پیار کرتے تھے۔ آنحضرتؐ کا فرمان ہے کہ لڑکی دیکھ کر شادی کر سکتا ہے۔ آپ نے اس معاملے میں بھی فرمانِ نبویؐ کو ملحوظ رکھا۔ اور اپنے داماد مولانا محمد اسحٰق صاحب خالق کو ایک نظر اپنی بیٹی دکھا دی تھی۔ قربانی عیدگاہ میں کرتے۔ کیونکہ حضورؐ کے متعلق روایات میں آتا ہے:

"كَانَ يَنْحَرُ بِالْمُصَلّٰى۔"

نماز میں سزا و جزاء والی سورتیں پڑھتے۔ کدو کا سالن پسند کرتے۔ اس لیے کہ حضورؐ کو پسند تھا۔ جوتا ہمیشہ دایاں پہلے پہنتے مسجد میں دایاں قدم پہلے رکھتے۔ اور دعا پڑھتے "اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ" اور مسجد سے نکلتے وقت بایاں پاؤں پہلے رکھتے اور دعا کرتے "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ" کپڑے پہنتے تو یہ دعا کرتے "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ مَا اُوَارِيْ بِهٖ عَوْرَتِيْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِيْ حَيَاتِيْ۔"

جونہی اذان ہوتی نماز کی تیاری شروع کر دیتے آنحضرتؐ کے متعلق حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب اذان ہوتی تو حضورؐ یوں اُٹھ کھڑے ہوتے جیسے وہ ہمارے واقف

بھی نہیں۔ "کان لا یعدہ شیئا" آپ کی حالت بھی یہی ہوتی۔ سفر میں خصوصاً نماز کی پابندی کی تاکید فرماتے۔ کہ کسی صورت نماز نہیں چھوڑنی کہ آنحضرتؐ نے کبھی حالتِ جنگ میں بھی نماز نہ چھوڑی تھی۔ موسم سرما میں جرابیں اور موزے استعمال کرتے اور ان پر مسح کرتے۔ وضو کے بعد دامن پر چھینٹے پھینکتے کہ حضورؐ سے ایسا منقول ہے، قبر پر نمازِ جنازہ پڑھی۔ اس لیے کہ اس کا ثبوت بھی احادیث میں ملتا ہے۔

خانگی زندگی اور عادات واخلاق:

گھر میں ہر چیز کی نگرانی کرتے۔ اگر کہیں جانا ہوتا تو گھر کا مکمل انتظام کرتے جاتے۔ اہلِ خانہ کو کبھی آپ سے شکایت نہ ہوئی۔ بچوں سے پیار کرتے اور بعض اوقات مذاق بھی کرتے۔ دوپہر کھانا کھانے تشریف لاتے تو ضرور چھیڑ چھاڑ کرتے۔ طبیعت میں مذاق کا پہلو بھی تھا۔ وضو کے بعد بچوں پر چھینٹے ڈالتے۔ ایک سادہ طبیعت طالب علم کا نام شیخ چلی رکھا تھا۔ جس کو اس نے کبھی محسوس نہ کیا۔ اپنے بچوں میں سے چھوٹے محمد حسین کو بتی (پیار سے) اور احمد حسن کو پلا کہہ کر پکارتے اور یہ نام بہت مشہور ہوئے۔

ایک دفعہ شاگرد گندم کی کٹائی کر رہے تھے۔ جن کی تعداد چالیس کے قریب تھی۔ ایک سکھ نے پوچھا "یہ کون لوگ ہیں؟" فرمایا "یہ میرے بیٹے ہیں"۔ وہ اس پر بہت حیران ہوا تو فرمایا "میں ان کا استاد ہوں۔ استاد اور باپ میں ہمارا مذہب فرق نہیں کرتا"۔ اپنی چھوٹی بیٹی سے بہت پیار کرتے۔ آخر عمر میں ایک دفعہ انہوں نے ناراضگی کا اظہار کیا۔ پہلے تو اسے خط لکھا۔ اور پھر میری نانی جان کو بھیجا۔ اور آخر خود تشریف لے گئے۔ اور گلے ملے یوں بچی خوش ہو گئی۔ کوئی چیز اچھی میسر آتی تو چھوٹی بچی کو دیتے۔ بیٹوں کو بھی تاکید کرتے کہ چھوٹی بہن کا خیال رکھنا۔ دونوں بیٹوں کے رشتے دینداری کی بنیاد پر کئے۔ لڑکوں پر لڑکیوں کو ترجیح دیتے کہ کہیں بچیاں محسوس نہ کریں۔ اپنی چھوٹی تیرہ سالہ بیٹی کو ساتھ حج بھی کرایا۔ تقسیم جائیداد اپنی زندگی ہی میں شروع کر دی۔ اور شرعی حصوں کے مطابق تقسیم کی۔ تقسیم میں خواہ کسی چیز کی ہو انصاف کا بہت خیال رکھتے۔ یہاں تک کہ خربوزے کی پھانکیں بھی برابر تقسیم کرتے۔ بقول والدہ صاحبہ کہ ایک دفعہ تقریر اثر پذیر کی وجہ سے انگریز سرکار نے کالے پانی کی سزا بھی دی۔ رمضان المبارک میں واپسی ہوئی تو وہاں سے وہاں کے

پھل لائے۔ جس سے تمام روزہ داروں کے روزے افطار کرائے۔ گھریلو معاملات میں کبھی سختی نہ کی۔ البتہ نماز کے سلسلے میں ڈانٹ ڈپٹ ضرور کرتے۔ آپ کی خدمت میں رہنے والا پکا نمازی بن جاتا۔ گھر آتے تو سب سے پہلے نماز کا پوچھتے۔ فضول خرچی کو سخت ناپسند کرتے۔ اس کے نقصانات گنواتے اور قرآن کی آیت پڑھتے :

"اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ" (بنی اسرائیل: ۲۷)

حقوق العباد کا بہت خیال رکھتے۔ حسن سلوک سے ہر ایک گرویدہ ہو جاتا۔ اگر کبھی ناراض ہو جاتے تو فوراً راضی ہو جاتے۔ دنیا میں مسافروں کی طرح رہے کبھی دنیاوی چیزوں سے محبت نہ کی۔ وفات سے قبل نانی جان نے نیا مکان بنوانے کی فرمائش کی۔ تو فرمایا ایک لوہے کی پیٹی جو گھر میں موجود ہے اس میں سو جایا کرو۔ بے نماز کے بہت مخالف تھے۔ خواہ حقیقی بیٹا ہو محبت و ناراضگی صرف اللہ کے لیے تھی۔ طلباء کی مالی امداد بھی کیا کرتے تھے۔ انگریزی تعلیم کے سخت مخالف تھے۔ ان کے پوتے بھائی عبدالغفور نے کہا کہ کچھ رقم قرض دے دیجئے میڈیکل کی تعلیم مکمل کر کے واپس کر دوں گا۔ صاف انکار کر دیا کہ میرا پیسہ دینی تعلیم کے لیے مختص ہے۔ علماء سے بڑی محبت تھی۔ جلسے کرواتے۔ مولانا عبدالقادر روپڑی اور مولانا محمد حسین شیخوپورہ والے کی اکثر آمد رہتی۔ پروفیسر حافظ عبداللہ صاحب (بھاول پور والے) کی تقریر بہت پسند کرتے تھے۔ اگر کوئی مرید یا دوست آپ کو دبانے لگ جاتا تو منع نہ فرماتے اس لیے کہ اس کے لیے اجر کا باعث ہے۔ مہمان نوازی خوب کرتے اور خود کرتے۔ کہیں تشریف لے جاتے تو تین دن سے زیادہ نہ ٹھہرتے کہ مہمان تین دن کا ہوتا ہے۔ عام سادہ کپڑے پہنتے۔ رکھ رکھاؤ کے قائل نہ تھے گوشت کھچڑی بھی پسند فرماتے۔ اور مہمانوں کے لیے بھی گوشت کا اہتمام ضرور کرتے۔ زندہ داریوں کے لیے اہلِ توحید ہی کو پسند فرماتے۔

زندگی میں دو دفعہ حج کیا۔ جن میں تمام لوگوں کے لیے دعائیں کیں۔

نقل مکانی

ہندوستان سے ہجرت کر کے پہلے چک $\frac{١٧}{١٥-L}$ ساہیوال پھر E.B-۲۵۱/E نزد گگو بعد ازاں چک $\frac{٤٣}{E.B}$ اور پھر بنگوسی بھاول نگر میں برادری کے پاس آ گئے۔ اور وہاں سے

پھر ۲۵۱/۷ج چلے گئے۔ وہاں سے عارف والا تشریف لے گئے۔ وہاں قیام ایک مسجد ہی میں رہا۔ اور ساتھ ہی کتب خانہ بھی تھا۔ جہاں تشریف رکھتے۔

آخری لمحات:

وفات سے قبل چھوٹی بچی کو ملنے بورے والا تشریف لے گئے۔ بچی نے کچھ ناراضگی کا اظہار کیا تھا، پہلے گلے مل کر روئے۔ بیٹی نے کہا ابا میں ہر لحاظ سے راضی ہوں تو پھر گھر بیٹھے۔ وقت پر کھانا کھایا اور کچھ آرام کیا۔ پھر اُٹھ کر نماز پڑھی۔ وفات کے دن ان کے مہندی لگائی گئی۔ غسل کیا اور ظہر کی نماز پڑھی۔ پھر عصر کی نماز بھی پڑھی۔ وفات سے قبل اپنے بیٹے مولوی عبدالشکور صاحب کو یاد کیا۔ چھوٹی بیٹی موجود تھیں۔ کہنے لگی کہ ایسے کیوں کرتے ہیں ابا تو فرمانے لگے، یہ بیماری پہلے کی طرح نہیں ہے۔ پھر آپ کچھ سورتیں پڑھنے لگے، جو سمجھ میں نہ آ سکیں۔ اسی حالت میں ۱۹ ستمبر ۱۹۸۱ء پانچ بجے شام اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ!

تَبْكِي عَلَيْكَ مَسَاجِدٌ وَمَنَابِرٌ — وَلِأَهْلِ الْعِلْمِ رَنَّةٌ وَزَفِيرٌ
قَدْ كَانَ مُجْتَهِدًا مُصِيبًا فَاسِقًا — يَحْمِي الشَّرَائِعَ سَعْيُهُ الْمَشْكُورُ
نَقَّادُ إِسْنَادِ الْحَدِيثِ وَمَتْنِهِ — بِشَأْنِ أَسْرَارِ الْكِتَابِ بَصِيرٌ

نمازِ جنازہ قاری عبداللطیف صاحب خطیب وہاڑی نے بڑے خشوع و خضوع سے پڑھائی، کافی علماء اور اہلِ توحید نے شرکت کی۔ ان کو بورے والا کے قبرستان میں ہی دفن کرایا گیا۔

تصنیفات

نبوی جواہر در ذکر کبائر	(مطبوعہ)	تردید سعید بر ختم علی الطعام	(غیر مطبوعہ)
تحفہ قادریہ	(〃)	اثبات عذابِ قبر	(〃)
سیاحۃ الجنان بمناکحۃ اہل الایمان	(〃)	فتاویٰ قادریہ	(〃)
کتاب الاذان	(〃)	احسن الکلام	(〃)
شرعی داڑھی	(〃)	جمع بین الصلوٰتین	(〃)
گانا بجانا حرام ہے	(〃)	اصل اہلِ سنت	(〃)
نکاحِ شغار	(〃)		